AFKĀR *Journal of Islamic & Religious Studies*
Volume 6, Issue 1, March 2022, PP: 39-52
E-ISSN 2616-8588; P-ISSN 2616-9223
www.afkar.com.pk; hjrs.hec.gov.pk

بچے اور مجنوں کے جملہ مال میں زکوٰۃ کی فرضیت: ایک تجزیاتی مطالعہ

Obligation of Zakah on the Entire Wealth of Children and Lunatic: An Analytical Study

Hafiz Atif Iqbal
Postdoctoral Fellow, Academy of Islamic Studies, University of Malaya, Malaysia
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, GIC Railway Road, Lahore, Pakistan

ABSTRACT

Zakāt is very important in the economic system of Islam. One of the important conditions for the obligation of zakat is that the person giving zakat should be adult, sane and free. Upon these two conditions, there is considerable disagreement among the eminent jurists. Briefly it can be summed up that there are basically three groups regarding the necessity and non-necessity of giving Zakat of a wealthy Muslim child or Lunatic. 1. Zakat will be required on the entire property of a wealthy Muslim child or Lunatic. 2. Zakat will not be required on the entire property of a wealthy Muslim child or Lunatic. 3. Zakat will be required on the partial property of a wealthy Muslim child or Lunatic. This research basically describes the arguments of two groups, while the arguments of the third group share the arguments of the first two groups. The finding of this research is that the opinion based on the non-necessity of Zakat on the property of a wealthy Muslim child or a Lunatic is more correct on these grounds. Firstly, zakat is an act of worship and for the obligation of worship it is a condition to be adult and sensible. Secondly, the hadith mentioned in this research clearly shows that Zakat should not be levied on the property of the wealthy child. Thirdly, the demands imposed on the child by the people will be paid because they are related to the rights of the people. Besides, the payment of Ushr by the child and the Lunatic will be mandatory, because the arguments of the Qur'an and Sunnah which make the payment of 'Ushr obligation apply to all types of land, even if it is the land of the child and the Lunatic.

*Corresponding author's email: hafizatifiqbalkhattak@gmail.com

CC BY

تمہید:

شریعتِ اسلام کی تعلیمات کا تقاضا یہ بھی ہے کہ دولت معاشرے کے اہلِ ثروت افراد کے ہاتھوں میں مرتکز نہ ہونے پائے بل کہ دولت کی گردش پورے معاشرے میں ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسی نکتہ کو سورۃ الحشر میں بیان فرمایا ہے:

﴿كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُم﴾ [1]

ترجمہ: تاکہ وہ مال تمھارے مالداروں کے درمیان ہی گردش نہ کرتا رہے۔

قرآن کریم کی اس آیتِ مبارکہ سے ایک اہم اصول وضع ہوتا ہے کہ اسلامی معاشرے اور حکومت کی معاشرتی اصلاحات میں دولت کی تقسیم کے حوالے سے کوئی نہ کوئی قید ضرور ہونی چاہیے تاکہ باثروت افراد سے مال کا مختص حصہ معاشرے کے پس ماندہ اور نادار طبقہ کی فلاح وبہود کے لیے لازمی طور پر لیا جائے اور نتیجتاً اسی سلسلے کی ایک کڑی نظامِ زکوٰۃ ہے۔

زکوٰۃ ایک مالی عبادت ہے اور دیگر عبادات کی طرح اس کی فرضیت کے لیے بھی مخصوص شرائط مقرر کی گئی ہیں جن میں چند شرائط کا تعلق صاحبِ نصاب سے ہے اور کچھ کا تعلق مالِ زکوٰۃ سے ہے جو مجموعی طور پر حسبِ ذیل ہیں:

وأما شرائط الفرضية فأنواع بعضها يرجع إلى من عليه وبعضها يرجع إلى المال [2]

۱۔	مسلمان ہونا	۲۔	بالغ ہونا
۳۔	عاقل ہونا	۴۔	آزاد ہونا
۵۔	فریضہ زکوٰۃ کا علم ہونا	۶۔	ادائیگی زکوٰۃ پر قدرت ہونا
۷۔	کامل ملکیت کا ہونا	۸۔	مالِ زکوٰۃ کا نامی یعنی افزائشی ہونا
۹۔	مالِ زکوٰۃ کا قرض سے بری ہونا	۱۰۔	مالِ زکوٰۃ کا بقدر نصاب ہونا
۱۱۔	مالِ زکوٰۃ پر ایک سال کا گذرنا	۱۲۔	مالِ زکوٰۃ کا حاجت اصلیہ سے زائد ہونا

الزكاة: واجبة على الحر المسلم البالغ العاقل إذا ملك نصابا كاملا ملكا تاما وحال عليه الحول ---ومن كان عليه دين محيط بماله فلا زكاة عليه[3]

ترجمہ: زکوٰۃ آزاد، مسلمان، بالغ اور صاحبِ فہم پر واجب ہے جب وہ کامل نصاب کا مکمل مالک ہو جائے اور اُس [مال] پر پورا ایک سال بھی گذر جائے اور اسی طرح جس شخص کے ذمے اُس کے مال کے برابر قرضہ لازم ہو تو اُس پر بھی [کامل نصاب کا مکمل مالک نہ ہونے کی بناء پر] زکوٰۃ لازم نہیں ہے۔

ومنها العلم بكونها فريضة عند أصحابنا الثلاثة--- (ومنها) كون المال ناميا ؛ لأن معنى الزكاة وهو النماء--- ومنها كون المال فاضلا عن الحاجة الأصلية[4]

ترجمہ: زکوٰۃ کی شرائط میں سے ایک شرط فریضہ زکوٰۃ کا علم ہونا بھی ہے اور یہ شرط ہمارے اصحابِ ثلاثہ کے نزدیک ہے۔۔۔ دیگر شرائط میں مال کا افزائشی ہونا بھی ہے اس لیے کہ زکوٰۃ کا معنی ہی افزائش ہے۔۔۔ اور اسی طرح مالِ زکوٰۃ کا حاجتِ اصلیہ سے زائد ہونا بھی ضروری ہے۔

منہجِ تحقیق:

موضوعِ تحقیق "بچے اور مجنوں کے جملہ مال میں زکوٰۃ کی فرضیت: ایک تجزیاتی مطالعہ" ہے۔ اس تحقیق کا بنیادی منہج تجزیاتی ہے۔ راقم نے زیرِ تحقیق موضوع سے متعلق اولاً بنیادی مصادر سے مفاہیم اخذ کرنے کو ترجیح دی ہے۔ بعد ازاں ثانوی ماخذ اور عصری مراجع سے بھی استفادہ کیا ہے تاکہ زیرِ تحقیق موضوع قدیم و جدید کے اشتراک سے مزین ہو۔ مزید برآں موضوعِ تحقیق میں منقول فقہاء عظام کے اختلاف مع دلائل و جوابات کو تجزیاتی اسلوب کے پیرائے میں بیان کرنے کی سعی کی گئی ہے اور آخر میں ایک تطبیقی صورت بیان کی گئی ہے تاکہ اختلاف رفع ہو سکے۔

اسلام کے معاشی نظام میں زکوٰۃ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ فرضیت زکوٰۃ کی شرائط میں سے دو اہم شرائط بالغ اور عاقل ہونا بھی ہے نیز فرضیت زکوٰۃ کے حوالے سے احکام میں بچہ اور مجنون یکساں ہیں۔ اس لیے دلائل میں کسی ایک کا ذکر دوسرے کیے لیے کافی متصور ہو گا۔ فرضیتِ زکوٰۃ کی ان دو شرائط میں فقہاء عظام کا اختلاف ہے اور اختلاف کے حاملین گروہ حسب ذیل ہیں۔

پہلا گروہ:

بچے یا مجنون کے جملہ مال میں زکوٰۃ لازم نہیں ہے یعنی اگر کوئی صاحبِ نصاب مسلمان بچہ یا مجنون ہو تو اُس کے جملہ مال پر بلوغت یا افاقہ جنون سے قبل زکوٰۃ لازم نہ ہو گی۔ اس گروہ کے قائلین میں حضرت سعید بن جبیر، امام ابراہیم نخعی، امام ابو وائل، امام حسن بصری اور امام شریح شامل ہیں۔ علامہ ابن حزم لکھتے ہیں:

واما ابراهيم النخعي و شريح فقالا: لا زكاة في ماله جملة [5]

ترجمہ: ابرہیم اور شریح کا کہنا ہے کہ بچے کے جملہ مال میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

موسوعہ فقہیہ میں ہے:

وقال ابو وائل، النخعي وسعيد بن جبير والحسن البصري: لا زكاة في مال الصبي [6]

ترجمہ: ابو وائل، نخعی، سعید بن جبیر اور حسن بصری کا کہنا ہے کہ بچے کے مال میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

دوسرا گروہ:

اس گروہ کے قائلین کے نزدیک صاحب نصاب مسلمان بچہ یا مجنون کے جملہ مال میں صرف فصل اور پھلوں پر زکوٰۃ واجب ہے اور باقی مال پر زکوٰۃ لازم نہیں ہے یہ رائے حضرت علی رضی اللہ عنہ و ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر و امام ابو حنیفہ کی ہے۔ علامہ کاسانی لکھتے ہیں:

ومنها البلوغ عندنا فلا تجب على الصبي وهو قول علي رضي الله عنه وابن عباس رضي الله عنه فانهما قالا: تجب الزكاة على الصبي حتى تجب عليه الصلاة [7]

ترجمہ: ہمارے نزدیک شروطِ زکوٰۃ میں سے ایک شرط بلوغت بھی ہے پس بچے پر زکوٰۃ لازم نہ ہو گی اور یہ حضرت علی اور حضرت ابن عباس کا قول ہے اور ان دونوں اصحاب کا کہنا ہے کہ بچے پر اُس وقت تک زکوٰۃ لازم نہیں ہے جب تک اُس پر نماز لازم نہ ہو جائے۔

البتہ اس گروہ کے قائلین کی رائے یہ بھی ہے کہ بچے اور مجنوں کی زمین میں فصل اور پھلوں پر زکوٰۃ یعنی عشر ضرور لازم ہو گا۔

وذهب ابو حنيفة وهو مروى عن على وابن عباس رضى الله عنهما الى ان الزكاة لا تجب فى مال الصغير والمجنون الا انه يجب العشر فى زروعهما وثمارهما [8]

تیسرا گروہ:

صاحبِ نصاب بچے یا مجنون کے مال میں صرف فصل، پھلوں اور مویشیوں میں زکوٰۃ ہے۔ یعنی دوسرے اور تیسرے گروہ کے قائلین میں صرف مویشیوں کے بارے میں زکوٰۃ کے ہونے اور نہ ہونے میں فرق ہے۔ اس کے قائلین میں امام حسن بصری اورابن شبرمۃ شامل ہیں۔ علامہ ابن حزم لکھتے ہیں:

وقال الحسن البصرى وابن شبرمة،لا زكاة فى ذهبه وفضته خاصة واما الثماروالزروع والمواشى ففيهاالزكاة[9]

ترجمہ: حسن بصری اورابن شبرمہ کا کہنا ہے کہ (بچے) کے مال یعنی سونااور چاندی میں خصوصًازکوٰۃ نہیں ہے جب کہ پھلوں، فصلوں اور مویشیوں میں زکوٰۃلازم ہے۔

چوتھا گروہ:

حضرت مجاھد کے نزدیک صاحب نصاب مسلمان، یتیم بچے کے افزائشی مال میں زکوٰۃ لازم ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ جو مال افزائشی نہیں ہے اُس پر زکوٰۃ نہیں ہے، یہاں تک کہ بچہ بالغ ہو جائے اور مال اُس کے سپرد ہو جائے۔

عن مجاهد قال: كل مال اليتيم ينمي اوقال: كل شيء من بقر، او غنم، او زرع او مال يضارب به فزكه وما كان له من صامت لا يحرك فلا تزكه حتى يدرك فتدفعه اليه [10]

پانچواں گروہ:

صاحبِ نصاب بچے یا مجنون کے جملہ مال پر زکوٰۃ لازم ہے۔ اس گروہ کے قائلین میں حضرت طاؤس، امام مجاہد کا ایک قول، امام زہری، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل شامل ہیں۔

ذهب المالكية والشافعية والحنابلة الا ان الزكاة تجب فى مال كل من الصغير والمجنون ذكر كان او انثى وهو مروى عن عمر وابنه وعلى وابنه الحسن، وعائشة وجابر وبه قال ابن سيرين و مجاهد وربيعة وابن عيينة و ابو عبيد وغيرهم [11]

ترجمہ: مالکیہ شافعیہ اور حنابلہ کا مذہب ہے کہ بچہ یا مجنون خواہ وہ مرد ہو یا عورت ان میں سے ہر ایک کے مال میں زکوٰۃ واجب ہو گی۔ یہی رائے حضرت عمر، حضرت ابن عمر، حضرت علی، حضرت حسن ، حضرت عائشہ اور حضرت جابر سے مروی ہے اور تابعین میں امام ابن سیرین، امام مجاہد، ربیعہ، ابن عینیہ اور ابوعبید وغیرہ اسی رائے کے قائل ہیں۔

کتاب الأُمّ میں امام شافعی لکھتے ہیں:

وهم يقولون ليس فيى مال الصبى زكاة ونحن نقول يزكى [12]

ترجمہ: اور وہ کہتے ہیں کہ بچے کے مال میں زکوٰۃ نہیں ہے اور ہم کہتے ہیں کہ وہ زکوٰۃ ادا کرے گا۔

حنابلہ کی رائے کے بارے میں صاحبِ کتاب " الانصاف فى معرفة الراجح من الخلاف على مذهب الامام احمد بن حنبل "لکھتے ہیں:

ومنها تجب الزكاة فى مال الصبى والمجنون بلا خلاف عندنا [13]

ترجمہ: ہمارے ہاں اتفاقی مسئلہ ہے کہ بچے اور مجنوں کے مال میں زکوۃ واجب ہے۔

چھٹا گروہ:

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ، امام سفیان ثوری اور امام اوزاعی سے مروی ہے کہ صاحبِ نصاب مسلمان بچے پر زکوۃ واجب تو ہے مگر زکوۃ اُس وقت نکالی جائے گی جب وہ بالغ ہو جائے۔

وروى عن ابن مسعود والثورى والاوزاعى انهم قالوا: تجب الزكاة ولا تخرج حتى يبلغ الصبى [14]

ساتواں گروہ:

مشہور فقیہ سعید ابن المسیب فرماتے ہیں کہ بچہ جب تک نماز نہ پڑھے اور روزہ نہ رکھے یعنی بالغ ہونے سے پہلے، اُس کی طرف سے زکوۃ نہیں نکالی جائے گی۔ ماقبل گروہ میں زکوۃ کے لزوم کو مسلمان بچے پر ثابت کیا گیا ہے مگر ادائیگی زکوۃ کو بلوغت سے مشروط قرار دیا ہے جب کہ ساتویں گروہ میں بلوغت سے قبل زکوۃ لازم ہی نہیں ہے۔ علامہ عینیؒ "عمدۃ القاری" میں اسی حوالے سے لکھتے ہیں۔

وقال سعيد ابن المسيب: لا تجب الزكاة الا على من تجب عليه الصلاة والصيام [15]

آٹھواں گروہ:

یہ رائے حضرت عروۃ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی ہے جو درحقیقت آپ کے عمل سے ثابت ہے۔ "کتاب الاموال" میں لکھا ہے کہ حضرت عروۃ ابن زبیر کے پاس یتیم کا مال تھا تو وہ اس کی کچھ زکوۃ تو نکالتے تھے مگر باقاعدہ حساب کے تحت پوری زکوۃ ادا نہ کرتے تھے۔

عن هشام بن عروة عن ابيه: انه كان عنده مال يتيم فكان يزكيه ولا يستوعب الزكاة [16]

خلاصہ یہ ہے کہ صاحبِ نصاب مسلمان بچے یا مجنون پر زکوۃ کے وجوب اور عدمِ وجوب کے حوالے سے بنیادی طور پر تین گروہ ہیں:

1- صاحب نصابِ مسلمان بچے یا مجنون کے جملہ مال پر زکوۃ لازم ہو گی۔

2- صاحب نصابِ مسلمان بچے یا مجنون کے جملہ مال پر زکوۃ لازم نہ ہو گی۔

3- صاحب نصابِ مسلمان بچے یا مجنون کے جزوی مال پر زکوۃ لازم ہو گی۔

ان تین گروہوں میں سے صرف پہلے دو گروہوں کے دلائل کا بیان ہو گا جبکہ تیسرے گروہ کے دلائل درحقیقت وجوبِ زکوۃ کے ضمن میں پہلے گروہ اور عدمِ وجوبِ زکوۃ کے ضمن میں دوسرے گروہ کے دلائل ہی ہیں اس لیے تکرار سے اجتناب کے پیش نظر تیسرے گروہ کے دلائل علیحدہ سے بیان نہیں کیے گئے ہیں۔

بچے یا مجنوں کے جملہ مال پر زکوۃ کے قائلین کے دلائل:

صاحبِ نصاب بچے اور مجنوں کے ہر قسم کے مال پر زکوۃ لازم ہے۔ قائلین کے دلائل حسبِ ذیل ہیں:

1- قائلینِ وجوبِ زکوۃ کی پہلی دلیل ارشادِ خداوندی ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ فِيْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ﴾ [17]

ترجمہ: اور وہ جن کے مال میں ایک معلوم حق ہے۔ اس کے لیے جو مانگے اور اس کے لیے جو محروم رہے۔

اس آیت مبارکہ کے حوالے سے علامہ یوسف قرضاوی قائلین کی حق میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فعموم النص لكل صغير و كبير وعاقل و مجنون دليل سليم لامطعن فيه فان الله فرض للفقراء والمساكين و سائر المستحقين حقا فی اموال الاغنياء [18]

ترجمہ: یہ ایک وزنی اور معقول دلیل ہے کہ نص کا عموم ہر بچے، بڑے، عاقل اور مجنون کو شامل ہے پس بے شک اللہ تعالی نے فقراء، مساکین اور تمام مستحقین کا حق مالداروں کے مالوں میں رکھا ہے [چاہے وہ بڑا ہو یا چھوٹا]۔

2- قائلین وجوبِ زکوۃ کی دوسری دلیل حدیثِ مبارکہ ہے جس میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اتجروا فی اموال اليتامى لا تاكلها الزكاة [19]

ترجمہ: یتیموں کے مال کو تجارت میں لگاؤ تاکہ وہ زکوۃ سے ختم نہ ہو جائے۔

3- قائلینِ وجوبِ زکوۃ کی تیسری دلیل یہ ہے کہ جب ولی، بچے اور مجنون کے مال سے اتفاقی طور پر تاوان اور رشتہ داروں کا خرچہ ادا کر سکتا ہے تو ولی پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ بچے کے مال سے زکوۃ بھی ادا کرے۔

فالزكاة عندنا واجبة فی مال الصبی والمجنون بلا خلاف وتجب على الولی اخراجها من مالهما كما يخرج من مالهما غرامة المتلفات و نفقة الاقارب [20]

بچے یا مجنوں کے جملہ مال پر عدم وجوبِ زکوۃ کے قائلین کے دلائل:

صاحبِ نصاب بچے اور مجنوں کے ہر قسم کے مال پر زکوۃ لازم نہیں ہے کیوں کہ زکوۃ کی ادائیگی کا مقصد گناہوں کا زالہ ہے اور بچہ یا مجنون ویسے ہی گناہوں سے مبرا ہیں اس لیے ان کے جملہ مال پر زکوۃ لازم نہ ہو گی۔ عدمِ وجوبِ زکوۃ کے قائلین کے دلائل حسبِ ذیل ہیں:

1- عدمِ وجوبِ زکوۃ کے قائلین کی پہلی دلیل اللہ تعالی کا فرمان ہے، ارشادِ ربانی ہے:

﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا﴾ [21]

ترجمہ: اے نبی آپ ان کے اموال میں سے صدقہ لے کر انھیں پاک کر دو اور (نیکی کی راہ میں) انھیں بڑھاؤ۔

علامہ جصاص اس آیت مبارکہ کی تشریح وتوضیح میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالی کے قول "تُطَهِّرُهُمْ" سے مراد گناہوں کی نجاست کا ازالہ ہے جو صدقہ یعنی زکوۃ نکالنے کی وجہ سے وقوع پذیر ہوتا ہے۔ n

قوله تعالى تطهرهم يعنى ازاله نجس الذنوب بما يعطى من الصدقة [22]

علّامہ صدیق حسن خان بھی آیتِ مبارکہ کے جزء "تُطَهِّرُهُمْ" کی تفسیر میں رقم طراز ہیں کہ آیتِ مبارکہ میں مذکور لفظ "تُطَهِّرُهُمْ" کا معنی در حقیقت زکوۃ ادا کرنے والوں کے گناہوں کا ازالہ ہے۔

تطهرهم و تزكيهم بها..ومعنى التطهير اذهاب ما يتعلق بهم من اثر الذنونب [23]

2- عدمِ وجوبِ زکوۃ کے قائلین کی دوسری دلیل آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جس میں بچے کو بلوغت اور مجنون کو افاقہ جنون سے قبل مواخذہ سے بری قرار دیا گیا ہے۔

رفع القلم عن ثلاثة عن الصبى حتى يبلغ وعن النائم حتى يستيقظ وعن المعتوه حتى يبرا [24]

ترجمہ: تین افراد سے مواخذہ نہیں، بچہ سے جب تک وہ بالغ نہ ہو جائے، سونے والے سے جب تک وہ بیدار نہ ہو جائے اور مجنون سے جب تک اسے افاقہ نہ ہو جائے۔

3- عدمِ وجوبِ زکوۃ کے قائلین کی تیسری دلیل یہ ہے کہ زکوٰۃ ایک خالص عبادت ہے اور بچہ یا مجنون عبادات کا مخاطب نہیں ہے مثلاً جب بچہ نماز کا مخاطب نہیں یعنی بچے پر نماز فرض نہیں بالکل اسی طرح زکوٰۃ بھی فرض نہ ہو گی اور یہی حکم مجنون کا بھی ہے۔

علامہ شامی لزومِ زکوٰۃ کے لیے عقل اور بلوغت کو شرط قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان دو عدمِ شرائط کی بنیاد پر بچے اور مجنوں پر زکوٰۃ لازم نہ ہو گی اس کی وجہ یہ ہے کہ زکوٰۃ عبادتِ محض ہے اور یہ دونوں یعنی مجنوں اور بچہ اس کے مخاطبین میں سرے سے شامل ہی نہیں ہیں

قوله (عقل و بلوغ) فلا تجب على مجنون و صبى لانها عبادة محضة وليس مخاطبين بها [25]

علامہ ابن نجیم مصری نے بھی عقل اور بلوغت کو زکوٰۃ کے لزوم کے لیے شرط قرار دیتے ہوئے مجنوں اور بچے کو زکوٰۃ کی فرضیت سے خارج قرار دیا ہے اور یہی وجہ بیان کی ہے کہ جس طرح ان دونوں پر نماز لازم نہیں اسی طرح ان دونوں کے مال پر زکوٰۃ بھی لازم نہ ہو گی۔

(شرط وجوبها العقل والبلوغ) وخرج المجنون والصبى فلا زكاة فى مالهما كما لا صلاة عليهما [26]

علامہ عبد الغنی الدمشقی نے بھی مندرج بالا موقف کی تائید کی ہے، لکھتے ہیں:

(وليس على صبى ولا مجنون) لانهما غير مخاطبين باداء العبادة كاالصلاة والصوم[27]

بچے یا مجنون کے مال پر وجوبِ زکوٰۃ کے قائلین کی طرف سے عدمِ قائلین کے دلائل کے جوابات:

بچے یا مجنون کے مال پر وجوبِ زکوٰۃ کے قائلین کی طرف سے عدمِ قائلین کے مندرجہ بالا تینوں دلائل کے جوابات درج ذیل ہیں:

1-علامہ قرضاوی وجوبِ زکوٰۃ کے قائلین کی طرف سے عدمِ قائلین کی پہلی دلیل کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عدمِ قائلین نے جس آیت مبارکہ سے یہ استدلال کیا ہے کہ زکوۃ کی ادائیگی کا مقصد صرف گناہوں کا ازالہ ہے، یہ بات درست نہیں بل کہ آیتِ مبارکہ میں مذکور لفظ "تُطَهِّرُهُمْ "سے مراد جہاں گناہوں کی گندگی کا ازالہ ہے وہاں اس تطہیر سے مراد نفس کو اخلاقِ فاضلہ کی تربیت دینے، اس میں جذبہ ترحم پیدا کرنے، ہمدردی ابھارنے اور دوسروں کی مدد کرنے کی خُو پیدا کرنا بھی ہے اور لا محالہ بچے یا مجنون میں بھی اِن صفات کا پیدا کرنا ضروری ہے۔

اما ما استدل به المانعون للوجوب من قوله تعالى [خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا][28]من ان التطهير لا يكون الا بازالة الذنوب بل يشتمل تربيه الخلق و تنمية النفس على الفضائل، وقدره بها على المعونة والرحمة كما يشتمل تطهير المال ايضا [29]

2-" رفع القلم" حدیث کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اس حدیث مبارکہ میں قلم کے اٹھا لینے میں مجازی اور حقیقی دونوں معنوں کا احتمال موجود ہے اور مشہور یہی ہے کہ اس سے مجازی معنی مراد ہیں یعنی حدیث میں قلم کا حقیقت میں اٹھایا جانا مراد نہیں ہے بل کہ یہ عدمِ تکلیف سے کنایہ ہے۔

قوله رفع القلم هوحقيقة او مجاز فيه احتمالان الاول وهو المنقول المشهور انه مجاز لم يرد فيه حقيقة القلم ولا الرفع وانما هو كناية عن عدم التكليف[30]

3-تیسری دلیل کا یہ جواب دیا جاتا ہے زکوٰۃ ایک ایسا حق ہے جو مال سے متعلق ہوتا ہے لہٰذا یہ رشتہ داروں کے نفقہ، جنایات کے تاوانوں اور تلف کردہ چیزوں کی قیمتوں کے مشابہ سمجھا جائے گا۔

والزكاة حق يتعلق بالمال فاشبه نفقة الاقارب والزوجات واروش الجنايات وقيم المتلفات [31]

تجزیہ و آراء:

راقم الحروف کے نزدیک اوپر دیئے گئے جوابات میں درج ذیل سقم پائے جاتے ہیں۔

1- پہلے جواب میں علامہ قرضاوی نے خود تسلیم کیا ہے کہ آیت مبارکہ میں موجود لفظ "تُطَهِّرُهُمْ " سے مراد صرف ازالہ ذنوب نہیں بل کہ اخلاق فاضلہ کی تربیت بھی ہے یعنی دونوں معانی کی صحت کو تسلیم کیا گیا ہے، نیز بچے یا مجنون کے حق میں اخلاق فاضلہ کی تربیت کے عوامل اور بھی ہیں لہذا اخلاق فاضلہ کی تربیت کو صرف زکوٰۃ کی ادائیگی کے ساتھ ہی خاص کرنا صحیح نہیں ہے۔

2- دوسرے جواب میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ "رفع القلم" حدیث سے مراد عدمِ تکلیف ہے یعنی بچے یا مجنون کو اذیت وتکلیف نہیں دی جائے گی تو راقم الحروف کے نزدیک عدمِ وجوبِ زکوٰۃ کے قائلین کے دلائل سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ بچے یا مجنون پر زکوٰۃ کی ادائیگی لازم کر کے انہیں تکلیف نہیں دی جائے گی۔

3- یہ بات بھی درست ہے کہ زکوٰۃ ایک ایسا حق ہے جو مال سے متعلق ہے لیکن اس کی ادائیگی کی صحت کے لیے زکوٰۃ دینے والے کا زکوٰۃ دیتے وقت یا زکوٰۃ کی رقم علیحدہ کرتے وقت، نیت اور ارادہ کر لینا ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ نابالغ یا مجنون کی زکوٰۃ جب ولی ادا کرے گا تو خود اس بچے یا مجنون کے ارادے واختیار کا اس مالِ زکوٰۃ سے کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ نیز نفقات، جنایات اور تلف کردہ چیزوں کا تعلق حقوق العباد سے ہے جب کہ زکوٰۃ ایک مالی عبادت ہے تو اس کے درمیان من وجہ مشابہت تو ہو سکتی ہے لیکن کُلی طور پر مشابہ قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ ادائیگی زکوٰۃ کی صحت کے لیے ادا کرنے والے کی طرف سے نیت زکوٰۃ پایا جانا ضروری ہے، اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے۔ وہبۃ الزحیلی لکھتے ہیں:

النية: اتفق العلماء على ان النية شرط فى اداء الزكاة لقول النبى صلى الله عليه وسلم «انما الاعمال بالنيات»[32] واداها عمل ولانها عبادة كالصلاة محتاج الي نية لتميز الفرض عن النفل[33]

ترجمہ: فقہاء کا اتفاق ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے نیت شرط ہے کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے جب کہ زکوٰۃ کا ادا کرنا بھی ایک عمل ہے نیز زکوٰۃ عبادت میں شمار ہوتی ہے جیسے نماز لہذا [نماز کی طرح] زکوٰۃ کی عبادت بھی نیت کی محتاج ہے تاکہ فرض [صدقہ یعنی زکوٰۃ] نفل [صدقہ] سے جدا ہو جائے۔

قائلین عدمِ وجوبِ زکوٰۃ کی طرف سے قائلین وجوبِ زکوٰۃ کے دلائل کے جوابات:

قائلین عدمِ وجوبِ زکوٰۃ کی طرف سے قائلین وجوبِ زکوٰۃ کے مندرجہ بالا دلائل کے جوابات حسب ذیل ہیں:

1- قائلین وجوبِ زکوٰۃ کی پہلی دلیل کا جواب دیتے ہوئے علامہ کاسانی "بدائع الصنائع" میں لکھتے ہیں کہ آیت مبارکہ "والذين فى اموالهم حق للسائل والمحروم" میں "حق معلوم" سے مراد اگرچہ مال ہے لیکن مال سے مراد زکوٰۃ نہیں بل کہ محلِ زکوٰۃ ہے۔

الآية الاخرى منه المال وذا ليس بزكاة بل هو محل الزكاة [34]

2- قائلین وجوبِ زکوٰۃ کی طرف سے پیش کردہ حدیث مبارکہ کا جواب دیتے ہوئے علامہ سرخسی لکھتے ہیں:

والمراد بقوله كيلا تاكلها الزكاة اى النفقة الا ترى انه اضاف الاكل الى جميع المال و النفقة هو التى تاتى على جميع المال[35]

ترجمہ: آپ کا قول "تاکہ زکوٰۃ اس کے مال کو کھا نہ جائے" سے مراد نفقہ ہے کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ [حدیث میں] "اکل (کھانے)" کی اضافت کل مال کی طرف کی گئی ہے اور نفقہ (خرچہ) ہی کا نام ہے جو پورے مال کو محیط ہوتا ہے۔

مزید یہ کہ پیش کردہ حدیث میں موجود لفظ "الزکوٰۃ" سے نفقہ مراد ہے اور نفقہ مراد ہونے پر دلیل خود آپ کا فرمان ہے:

اذا انفق المسلم علی اهله کانت له صدقة [36]

ترجمہ: جب مسلمان اپنے گھر والوں پر خرچ کرے تو وہ اس کے لیے صدقہ ہے۔

چوں کہ صدقہ اور زکوٰۃ مترادف الفاظ ہیں لہٰذا اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ قائلین وجوبِ زکوٰۃ کی طرف سے پیش کردہ حدیث مبارکہ میں لفظِ زکوٰۃ سے مراد نفقہ ہے۔

لیکن راقم کے نزدیک اس جواب میں سقم پایا جاتا ہے ۔وہ اس طرح کہ لفظِ زکوٰۃ کو کُلی طور پر نفقہ پر منطبق کرنا صحیح نہیں ہے کیوں کہ حدیث مبارکہ [اذا انفق المسلم..] میں مذکور لفظ [صدقه] سے مراد صدقہ نافلہ ہے نہ کہ صدقہ واجبہ۔

3- تیسری دلیل کا جواب، ماقبل الزامی جواب نمبر۔3 میں بیان ہو چکا ہے۔

نتائج وتجزیہ :

راقم کے نزدیک صاحبِ نصاب مسلمان بچے یا مجنون کے مال پر زکوٰۃ کے عدمِ لزوم اور زمین میں عشر کے لزوم پر مبنی رائے درج ذیل بنیادوں پر اقرب الی الصواب ہے۔

1- زکوٰۃ ایک عبادت ہے اور عبادت کے وجوب کے لیے بلوغت یا جنون سے افاقہ شرط ہے۔

2- حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چھوٹے بچے پر زکوٰۃ اس وقت تک واجب نہیں ہوتی ہے جب تک کہ اس پر نماز واجب نہ ہو جائے۔

لا یجب علی مال الصغیر زکاة حتی تجب علیه الصلاة[37]

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا:

لا زکاة فی مال الیتیم [38]

ترجمہ: یتیم کے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

مذکور حدیث مبارکہ اور اثر سے واضح طور پر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بچے کے مال پر زکوٰۃ نہیں ہونی چاہیے۔

یہی وجہ ہے کہ معاصر فتاویٰ جات میں حکومت کا یتیم بچوں کے بینک اکاؤنٹس سے زکوٰۃ کی رقم کو منہاء کرنا ناقابل درست قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً جامع الفتاویٰ کے مفتیان کرام لکھتے ہیں:

"نابالغ بچے کے مال میں زکوٰۃ نہیں۔ حکومت اگر نابالغ بچے کے مال سے زکوٰۃ کاٹ لیتی ہے تو یہ صحیح نہیں"[39]

نیز حکومت کا ایسا اقدام مفتیان کرام کے نزدیک غصب اور ظلم کے قبیل سے بھی گردانا گیا ہے۔ مفتی انعام الحق قاسمی لکھتے ہیں:

"حکومت کے لیے نابالغ بچے کے جمع شدہ مال سے زکوٰۃ کاٹنا جائز نہیں ہے اور اگر حکومت ایسا کرتی ہے تو وہ ظالم اور غاصب ہو گی۔"[40]

دیگر فتاویٰ جات [احسن الفتاویٰ،[41] کفایت المفتی،[42] فتاویٰ اہلِ سنت،[43] فتاویٰ حقانیہ،[44] فتاویٰ رحیمیہ،[45] فتاویٰ فریدیہ،[46] اشرف الفتاویٰ،[47] فتاویٰ دار العلوم[48]] میں بھی اسی رائے کی توثیق ملتی ہے۔ طوالت و تکرار کے پیش نظر صرف حوالوں پر اکتفاء کیا گیا ہے۔

3- زکوٰۃ کے علاوہ وہ مطالبات جو بندوں کی جانب سے بچے پر عائد ہوتے ہیں وہ ادا کیے جائیں گے کیوں کہ ان کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔

4- البتہ بچے اور مجنون کی طرف سے عشر کی ادائیگی ضروری ہوگی کیوں کہ قرآن و سنت کے جن دلائل سے عشر کی ادائیگی لازم آتی ہے اس میں ہر قسم کی زمین پر عشر کا اطلاق ہوتا ہے خواہ وہ بچے اور مجنون کی زمین ہی کیوں نہ ہو۔

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ﴾[49]

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرو جب ان کی فصل کاٹو۔

مزید بر آں ارشاد نبوی ﷺ ہے:

فیما سقت السماء والانهار والعیون او کان بعلا العشر[50]

ترجمہ: جو زمینیں بارش، نہروں اور چشموں سے سیراب ہو یا خود بخود زمین کے اندر سے تری پہنچے ان میں عشر لازم ہے۔

تجاویز:

[**تطبیقی صورت**] راقم الحروف کے نزدیک منقول فقہی آراء میں من وجہ تطبیق اس طرح ممکن ہے کہ قائلین وجوبِ زکوٰۃ کی آراء کو عشر کی ادائیگی پر محمول کیا جائے کیوں کہ عشر بھی زمینی پیداوار کی زکوٰۃ کا نام ہے اور یہ بات فقہاء کی عبارتوں میں بھی موجود ہے مثلاً

قال الحسن البصری وابن شبرمة لا زکاة فی ذهب و فضة خاصة واما الثمار والزروع والمواشی ففیها الزکاة [51]

ترجمہ: حسن بصری اور ابن شبرمہ کا کہنا ہے کہ بچے کے مال یعنی سونا چاندی میں خصوصاً زکوٰۃ نہیں ہے جبکہ پھلوں، فصلوں اور مویشیوں میں زکوٰۃ لازم ہے۔ [اس عبارت میں عشر کے جگہ زکوٰۃ کا لفظ مستعمل ہے]

اور عدمِ قائلین وجوبِ زکوٰۃ کی آراء کو عشر کے علاوہ مال پر محمول کیا جائے تو خلاصہ یہ نکلا کہ صاحبِ نصاب مسلمان بچے اور مجنون کے مال میں زکوٰۃ تو لازم نہ ہوگی مگر زمینی پیداوار پر عشر ضرور لازم ہوگا۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 international license.

حواشی وحوالہ جات

[1]القرآن59:7۔

Al-Qur’ān, 59: 7.

[2]ابوبکر بن مسعود بن احمد الکاسانی،**بدائع الصنائع**،(قاھرہ:دار الحدیث،2005ء)، ج2،ص383۔

Abū Bakr bin Mas'ūd bin Aḥmad al Kāsānī, ***Bada’i’ as-Sana’i*,** (Cairo: Dār al-Ḥadīth, 2005), vol. 2, p. 383.

[3]احمد بن محمد بن احمد القدوری،**مختصر القدوری**،(بیروت:دارالکتب العلمیة،1418ھ)،ص51۔

Aḥmad bin Muḥammad al-Qudūrī, ***Mukhtasar al- Qudūrī*,** (Beirut: Dār al-Kutub al- ‘Ilmīyyah, 1418 H), p. 51.

[4]الکاسانی،**بدائع الصنائع**، ج2،ص385-397-398۔

Al-Kāsānī, ***Bada'i' as-Sana'i'***, vol. 2, p. 385-397-398.

[5]علی بن احمد ابن حزم،**المحلی**،(بیروت:ادارة المینریة،1349ھ)، ج5،ص205۔

Alī bin Aḥmad bin Ḥazm**, *Al-Muḥallāh***, (Beirut: Idārat al-Muniriyah, 1349 H), vol. 5, p. 205.

[6]لجنة،**الموسوعة الفقهية**،(کویت:وزارة الاوقاف،1992ء)، ج23،ص232۔

Group of Scholars, ***Al-Mowsu‘ah al-Fiqhīyyah al-Kuwatīyyah*, (**Kuwait: Ministry of Auqāf, 1992), vol. 23, p. 232.

[7]الکاسانی،**بدائع الصنائع**، ج2،ص386-388۔

Al-Kāsānī, ***Bada'i' as-Sana'i'***, vol. 2, p. 386-388.

[8]لجنة،**الموسوعة الفقهية الكويتيه**، ج23،ص232۔

Group of Scholars, ***Al-Mowsu‘ah al-Fiqhīyyah al-Kuwatīyyah***, vol. 23, p. 232.

[9]محمد نعیم محمد،**موسوعة مسائل الجمہور فی الفقه الاسلامی**،(مصر:دارالسلام،2007ء)، ج5،ص207۔

Muḥammad Naeem Muḥammad**, *Mowsu‘ah Masāil al-Jamhur fi al-fiqh al-Islami*,** (Egypt: Dār al-Salām, 2007), vol. 5, p. 207.

[10]ابوعبید قاسم بن سلام،**کتاب الاموال**،(مصر:دار الهدی،1428ھ)، ج2،ص114۔

Abū ‘Ubaid Qāsim bin Sallām, ***Kitāb al-Amwāl***, (Egypt: Dār al-Huda’, 1428H), vol. 2, p. 114.

[11]لجنة،**الموسوعة الفقهية الكويتيه** ، ج23،ص232۔

Group of Scholars, ***Al-Mowsu‘ah al-Fiqhīyyah al-Kuwatīyyah***, vol. 23, p. 232.

[12]محمد بن ادریس الشافعی،**کتاب الام**،(بیروت:دار المعرفة،1393ھ)، ج7،ص 189۔

Muḥammad bin Idrīs al-Shāfiʿī, ***Kitāb al-Umm***, (Beirut: Dār al-Ma'rifah, 1393 H), vol. 7, p. 189.

[13]علی بن سلیمان،**الانصاف**،(بیروت:داراحیاءالتراث العربی،1419ھ)، ج3،ص6۔

‘Alī Bin Sulaimān, ***Al Inṣāf***, (Beirut: Dār Ihyā al-Turāth al-‘Arabī, 1419 H), vol. 3, p. 6.

[14]لجنة،**الموسوعة الفقهية الكويتيه** ، ج23،ص232۔

Group of Scholars, ***Al-Mowsu'ah al-Fiqhīyyah al-Kuwatīyyah***, vol. 23, p. 232.

[15]بدر الدین ابو محمد بن احمد العینی،**عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری**،(بیروت:دار الکتب العلمیۃ،2001ء)، ج8،ص342۔

Badruddīn Abī Muḥammad Maḥmood bin Aḥmad al-'Ainī, ***'Umdat ul Qarī Sharaḥ Saḥiḥ al-Bukhārī***, (Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmīyyah, 2001), vol. 8, p. 342.

[16]ابوعبید،**کتاب الاموال**، ج2،ص114۔

Abū 'Ubaid, ***Kitāb al-Amwāl***, vol. 2, p. 114.

[17]القرآن51:19۔

Al-Qur'ān 51: 19.

[18]شیخ یوسف عبد اللہ القرضاوی،**فقہ الزکاۃ**،(بیروت:موسسۃ الرسالۃ،1393ھ)،ص112۔

Sheikh Yūsuf 'Abdullah al-Qardāwī, ***Fiqh al-Zakāt***, (Beirut: Mow'assasah al-Risālah, 1393H), p. 112.

[19]سلیمان بن احمد الطبرانی،**المعجم الاوسط**،(مصر:دار الحرمین،1415ھ)، ج4،ص264۔

Sulaimān bin Aḥmad al-Ṭabrānī, ***Al-Mu'jam al-Awsat***, (Egypt: Dār al-Ḥaramain, 1415H), vol. 4, p. 264.

[20]یحی ابن شرف النووی،**المجموع**،(جدہ:مکتبۃ الارشاد،2006ء)، ج5،ص302۔

Yaḥya' bin Sharaf al-Nawawī, ***Al-Majmu'***, (Jeddah: Maktabah al-Irshād, 2006), vol. 5, p. 302.

[21]القرآن9:103۔

Al-Qur'ān 09: 103.

[22]ابوبکر احمد بن علی الجصاص،**احکام القرآن**،(بیروت:داراحیاء التراث العربی،1405ھ)، ج4،ص355۔

Abū Bakr Aḥmad bin Ali al-Jaṣṣās, ***Aḥkām al-Qur'ān***, (Beirut: Dār Iḥyā al-Turath al-'Arabí, 1405H), vol. 4, p. 355.

[23]صدیق حسن خان،**فتح البیان فی مقاصد القرآن**،(بیروت:المکتبۃ العصریۃ،1992ء)، ج5،ص389۔

Ṣiddīq Ḥasan Khān, ***Fatḥ al-Bayān fī Maqāṣid al-Qurān***, (Beirut: Al-Maktabh al-Aṣariyyah, 1992), vol. 5, p. 389.

[24]سلیمان بن اشعث السجستانی،**سنن ابی داود**،کتاب الحدود،باب فی المجنون یسرق او یصیب حدا،(بیروت:دار الرسالۃ العالمیۃ،2009ء)، ج4،ص 244،رقم الحدیث:4404۔

Sulaymān bin al-Ash'ath al-Sajistānī, ***Sunan Abī Dāwūd***, (Beirut: Dār al-Risalah al-Āalamiyah, 2009), vol. 4, p. 244, Ḥadīth no: 4404.

[25]محمد امین بن عمر الحنفی،**رد المحتار**،(کوئٹۃ:مکتبۃ ماجدیۃ،1412ھ)، ج2،ص4 ۔

Muḥammad Amīn bin 'Umar al-Ḥanafī, ***Radd ul-Muḥtār***, (Quetta: Maktabah Mājidiyah, 1412H), vol. 2, p. 4.

[26]زین الدین بن ابراھیم ابن نجیم،**البحرالرائق**،(بیروت:دارالکتب العلمیۃ،1418ھ)، ج2،ص354۔

Zain ud Dīn bin Ibrāhīm bin Nujaim, ***Al-Baḥr al-Rāiq***, (Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmīyyah, 1418H), vol. 2, p. 354.

[27]عبد الغنی الدمشقی،**اللباب فی شرح الكتاب**،(مدینة منورة:دار السراج،1435ھ)،ج2،ص317۔

'Abdul Ghanī al-Dhamishqī, ***Al Lubāb fī Sharḥ al-Kitāb***, (Madinah Munawwarah: Dār al-Sirāj, 1435H), vol. 2, p. 317.

[28]القرآن9:103۔

Al-Qur'ān 9: 103.

[29]القرضاوی،**فقه الزكاة**،ص114۔

Al-Qardāwī, ***Fiqh al-Zakāt***, p. 114.

[30]محمد اشرف بن امیر عظیم آبادی،**عون المعبود شرح سنن ابی داود**،(مدینة منورة:المكتبة السلفية،1968ء)،ج09،ص542۔

Muḥammad Ashraf bin Amīr Azeem Ābādī, ***'Aunul Ma'bud Sharaḥ Sunan Abī Dāwūd***, (Madinah Munawwarah: Al Maktabah al-Salfiyah, 1968), vol. 9, p. 542.

[31]عبید الله بن محمد عبد السلام المباركفورى،**مرعاة المفاتيح**،(الهند:ادراة البحوث العلمية،1984ء)،ج6،ص52۔

'Ubaidullah bin Muḥammad 'Abdul Salām al-Mubārakpūrī, ***Mīratt ul-Mafatīḥ***, (India: Idarah al-Buhuth al-Ilmīyah, 1984), vol. 6, p. 52.

[32]محمد بن اسماعيل البخارى،**الجامع الصحيح**،کتاب بدء الوحی،باب کیف کان بدء الوحی الی رسول الله صلى الله عليه وسلم،(قاهره:دار الشعب، 1407)،ج1،ص2،رقم الحديث:1۔

Muḥammad bin Isma'īl al-Bukhārī, ***Al-Jām'i Al-Ṣaḥiḥ***, (Cairo: Dār al-Shab, 1407), vol. 1, p. 2, Ḥadīth no.: 1.

[33]وهبة الزحيلى،**الفقه الاسلامى وادلته**،(بیروت:دار الفكر،الطبعة الثانية،1985ء)،ج2،ص750۔

Wahbah Al-Zūhayli, ***Al-Fiqh al-Islāmī wa Adillatūh***, (Beirūt: Dār al-Fikr, 2nd ed., 1985), vol. 2, p. 750.

[34]الكاسانى،**بدائع الصنائع**،ج2،ص387۔

Al Kāsānī, ***Bada'i' as-Sana'i'***, vol. 2, p. 387.

[35]محمد بن احمد السرخسى،**المبسوط**،(بیروت:دار الفكر،1421ھ)،ج2،ص292-293۔

Muḥammad bin Aḥmad al-Sarakhsī, ***Al-Mabsooṭ***, (Beirūt: Dār al-Fikr, 1421H), vol. 2, p. 292-293.

[36]محمد بن عبد الباقی الزرقانی،**شرح الزرقانی**،باب زكاة أموال اليتامى والتجارة لهم فيها،(بیروت:دارالكتب العلمية،1411ھ)،ج2،ص142، رقم الحديث:587۔

Muḥammad bin 'Abd al-Bāqī al-Zurqānī, ***Sharḥ al-Zurqānī***, (Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmīyyah, 1411 H), vol. 2, p. 142, Ḥadīth no.: 587.

[37]علی بن عمر دار قطنی،**سنن دارقطنى**،باب استقراض الوصى من مال اليتيم،(بیروت:موسسة الرسالة،1424ھ)،ج3،ص9،رقم الحديث:1981 ۔

'Ali bin 'Umar Dar-i-Quṭnī, ***Sunan Dār-i-Quṭnī***, (Beirut: Mow'assasah al-Risālah, 1424H), vol. 3, p. 9, Ḥadīth no.: 1981.

[38]يعقوب بن ابراهيم،**كتاب الآثار**،(كراچى:ادارة القرآن و العلوم الاسلاميه،1407ھ)،ص60۔

Ya'qūb bin Ibrāhīm, ***Kitāb ul-Āasār***, (Karachi: Idāra tul-Qur'ān wal 'Uloom al-Islāmiyah, 1407H), p. 60.

[39]مفتی مہربان علی، **جامع الفتاویٰ**، (ملتان: ادارہ تالیفات اشرفیہ، 1429ھ)، ج5، ص293۔

Muftī Maherbān 'Alī, ***Jami' ul-Fatāwā***, (Multan: Idarah Tālīfāt-e-Asharfyah, 1429H), vol. 5, p. 293.

[40]مفتی انعام الحق قاسمی، **زکوٰۃ کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا**، (کراچی: بیت العمار، 2012ء)، ص87۔

Muftī Inām al-Ḥaq Qāsmī, ***The Encyclopedia of Issues of Zakāt***, (Karachi: Bait al-Amār, 2012), p. 87.

[41]مفتی رشید احمد، **احسن الفتاویٰ**، (کراچی: ایچ ایم سعید کمپنی، 1425ھ)، ج4، ص277۔

Muftī Rasheed Aḥmad, ***Aḥsan ul-Fatāwā***, (Karachi: H. M Saeed Company, 1425 H), vol. 4, p. 277.

[42]مفتی کفایت اللہ، **کفایت المفتی**، (کراچی: دارالاشاعت، 2001ء)، ج4، ص260 ۔

Muftī Kifāyatullah, ***Kifāyat ul-Muftī***, (Karachi: Dār ul-Ishā'at, 2001), vol. 4, p. 260.

[43]مفتی محمد علی اصغر، **فتاویٰ اہل سنت**، (کراچی: مکتبۃ المدنی، 2013ء)، ص73 ۔

Muftī Muḥammad Alī Asghar, ***Fatāwā ahl-e-Sunnat***, (Karachi: Maktabah al-Madni, 2013), p. 73.

[44]مولانا عبد الحق حقانی، **فتاویٰ حقانیہ**، (اکوڑہ خٹک: جامعہ دار العلوم حقانیہ، 2010ء)، ج3، ص512۔

Moulānā 'Abdul Ḥaq Ḥaqqānī, ***Fatāwā Ḥaqqāniah***, (Akōrah Khattak: Jāmia Dār ul-'Uloom Ḥaqqāniah, 2010), vol. 3, p. 512.

[45]مولانا عبد الرحیم لاجپوری، **فتاویٰ رحیمیہ**، (کراچی: دارالاشاعت، 2009ء)، ج7، ص165۔

'Abdul Rahīm Lajpurī, ***Fatāwā Raḥimiyah***, (Karachi: Dār al-Ishāa't, 2009), vol. 7, p. 165.

[46]مفتی محمد فرید، **فتاویٰ فریدیہ**، (صوابی: دارالعلوم صدیقیہ، 2009ء)، ج3، ص360۔

Muftī Muḥammad Farīd, ***Fatāwā Farīdia***, (Swabi: Dār ul-'Uloom Siddīqiyah, 2009), vol. 3, p. 360.

[47]مولانا فضل الرحیم اشرفی، **اشرف الفتاویٰ**، (لاہور: ام القریٰ، جامعہ اشرفیہ، 1430ھ)، ص81۔

Moulānā Fazal-ur-Raḥīm Asharfī, ***Ashraf ul-Fatāwā***, (Lahore: Umm ul-Qurā, Jāmia Asharfia, 1430H), p. 81.

[48]مفتی عزیز الرحمن عثمانی، **فتاویٰ دار العلوم دیوبند**، (کراچی: میر محمد کتب خانہ، آرام باغ، 1385ھ)، ج6، ص61۔

Muftī Azīz ur Raḥman 'Usmānī, ***Fatāwā Dār ul-'Uloom Deoband***, (Karachi: Mīr Muhammad Kutub Khānah, Āarām Bāgh, 1385H), vol. 6, p. 61.

[49]القرآن 6:141۔

Al-Qur'ān 6:141.

[50]سلیمان بن اشعث السجستانی، **سنن ابی داؤد**، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الزرع، ج3، ص46، رقم الحدیث: 1596۔

Sulaymān bin al-Ash'ath al-Sajistānī, ***Sunan Abī Dāwūd***, vol. 3, p. 46, Ḥadith no: 1596.

[51]ابن حزم، **المحلی**، ج5، ص205۔

Ibn e Ḥazm**,** ***Al-Muḥallah***, vol. 5, p. 205.